

ARE THE VEDAS ETERNAL?

کیا وید ازلی ہیں؟

مستشف
پادری پال کیول سنگھ امرتسرہو مرحوم
سابق مشنری! اے پی مشن پنجاب



جسکو

کر سچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا

نے بہ معرفت

پنجاب لیجسٹریٹس سوسائٹی انارکلی لاہور

شائع کیا

۱۹۲۸ء

قیمت ار ۶ پائی

Price - 1/6

پرا اول (۱۰۰۰)

کیا وید ازلی ہیں؟

پشت دیانند جی کی ستیارتھ پرکاش اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں سے ہم نے ٹریکٹوں کے اس سلسلہ کے نمبر میں یعنی "الہوی اشیا" میں ان دن چیزوں کا مختصر ذکر بعد ان پر بغایت مختصر جرح بھی کی ہے جن کی بابت ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ انلی یا اتادی ہیں اور ان کے باہمی تعلق یا رشتہ پر اختصاراً تبصرہ کیا ہے۔ ان دن چیزوں میں سے ایک چیز وید ہے۔ اب اس نمبر میں اس بات پر قفس کرنا ہے کہ آیا ان کی کتابوں جی کے استدلال سے ویدوں کی ازلیت ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ ان کتابوں کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اور جو دلائل اور اثبات ان کتابوں میں اس امر پر دیئے گئے ہیں وہ کہاں تک پختہ اور قابل پذیرائی ہیں۔ چنانچہ

(۱) ویدوں کے غیر فانی ہونے کا ثبوت یک جگہ یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ وہ ایثور کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں اس لئے وہ انلی یا غیر فانی ہیں (بھومکا ص ۹۷) اس مقولے کا عکس یہ ہے کہ جو چیز ایثور کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود نہیں رہتی وہ انلی یا غیر فانی نہیں لیکن یہ امر مسئلہ ہے کہ ایثور کے گیان میں ہر ایک چیز ہمیشہ قائم اور موجود رہتی ہے۔ کسی کو بھی اس سے کبھی انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ اور کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو کسی نہ کسی وقت ایثور کے گیان سے محو ہو گئی ہو یا محو ہو جاتی ہو۔ کیونکہ

وہ عظیم کل اور محیط کل ہے۔ اگر ذات الہی کی بابت کبھی ایسا خیال کیا جائے کہ کوئی چیز اس کے گیاں یا علم سے جاتی بھی رہتی ہے یا ایسا ہونا ممکن ہے تو یہ اس کی ذات کا نقص ہوگا۔ اور ایشور کا کل نہیں بلکہ ناقص ٹھہرے گا جو محال ہے۔ پس دریں صورت وید تو درکنار ہے ہر ایک چیز کیا بلکہ ہر ایک مخلوق کا قول فعل اور خیال بھی ایشور کے گیاں میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں۔ ویدوں کو کسی طریق سے بھی کسی شے پر اس امر میں تفصیلت نہیں چنانچہ کائنات کی پیدائش کے بارے میں لکھتے ہوئے پنڈت جی تحریر کرتے ہیں کہ جس طرح پہلے کلپ میں سورج اور چاند وغیرہ (کل کائنات) بنانے کا علم ایشور کی ذات میں موجود تھا اس کلپ میں بھی ان کو اسی طرح بنایا ہے۔ کیونکہ ایشور کے علم میں کمی بیشی یا الٹ پھیر واقع نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ویدوں کی نسبت بھی ماننا چاہئے (بھوکا صفحہ ۱۹)۔ لیجئے۔ پنڈت جی کے پہلے قول کی تردید خود انہیں کے اس قول سے ہو گئی اور ایشور کے گیاں میں ہمیشہ قائم اور موجود رہنے کے لحاظ سے کائنات کی کل چیزوں اور ویدوں کو برابر ہی ہے۔ رخصت اور فوقیت معدوم ہے۔ ازلیت اور غیر قانیت حاصل ہے۔ پنڈت جی کا آخری فقرہ۔ اسی طرح ویدوں کی نسبت بھی ماننا چاہئے۔ تے صفائی کر دی۔ پھر اگر اس مذکورہ بالا وجہ سے ویدوں کو ازلی اور غیر فانی مانا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ تمام جہان کی مختلف مذاہب کی کتابوں کو اسی سبب سے ازلی اور غیر فانی نہ مانا جائے؟ اس نسبت میں ویدوں کو ان پر کچھ فضیلت یا ترجیح نہیں۔ لہذا یہ مقولہ کہ چونکہ وہ ایشور کے گیاں میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں اس لئے وہ ازلی اور غیر فانی ہیں غلط ٹھہرے کیونکہ ترجیح بلا مرجح غلط ہو کر گئی ہے۔ پھر اگر ان دیگر مذاہب کی کتابوں کا علم اس کی ذات میں قائم اور موجود نہیں رہتا تو ان کا علم ایشور کو حضوری نہ ہوا حصولی ہوا اور وہ غیر سے اس میں آیا۔ لیکن آیا کہاں سے؟ کیونکہ ایشور کے گیاں میں اجزا چیز کی جڑ نہیں اس کی شاخیں وغیرہ بھی نہیں ہو سکتیں (بھوکا صفحہ ۲۵)۔

پنڈت جی کا یہ بیان کہ جس طرح سے پہلے کلپ میں اس کلپ میں بھی ان کو اسی طرح

بنایا۔ ایک خاص ثبوت اس امر کا ہے کہ جو ضابطہ اور ان کی کتب میں اس کلیہ میں موجود
تھیں اور اب ہیں وہ سب "ایشور کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتی ہیں" اور اس وجہ
سے ویدوں کو ان سے تفوق حاصل نہیں۔ اگر اسی وجہ سے وید ازلی اور غیر فانی ہیں تو وہ
کتا بہر بھی اسی وجہ سے ازلی اور غیر فانی ہیں۔

(۴) ویدوں کی انلیت ان کے الفاظ کے ازلی اور غیر فانی ہونے سے بھی ثابت کی جاتی
ہے۔ چنانچہ اس سوال کے جواب میں کہ چونکہ وید (شبد لفظوں کا مجموعہ ہیں) اس لئے ان
کا غیر فانی ہونا ممکن نہیں.... اس لئے لفظ کے فانی ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا بھی ماننا
چاہیے۔ "پندت جی ہمارا ج فرماتے ہیں۔ "جواب۔ ایسا مت خیال کیجئے۔ لفظ دو قسم کا ہوتا
ہے۔ ایک (قیس) غیر فانی اور دوسرا (کامیہ) موضوع۔ جو الفاظ اس معنی اور ان کا باہمی ربط
ایشور کے گیان میں موجود ہے وہ غیر فانی ہے اور جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں وہ
موضوع ہیں۔ کیونکہ جس کا گیان (علم) اور کریا (فعل) دونوں غیر فانی طبعی اور ازلی ہوتے
ہیں۔ اس کی تمام قوتیں بھی غیر فانی ہوتی چاہئیں۔ چونکہ وید ایشور کے علم سے ہیں اس لئے
ان کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں۔ (بھوسکا صفحہ ۱۸) سوال یہ ہے کہ جو الفاظ ہم
لوگ استعمال کرتے ہیں کیا وہ اور ان کے معنی اور ان کا باہمی ربط خواہ وہ بھٹے ہوں یا کسے
ایشور کے گیان میں موجود نہیں ہوتے؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر ان کا علم ایشور کو یا تو ہوتا
ہی نہیں یا اگر ہوتا ہے تو وہ اس وقت ہوتا ہوگا جبکہ ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ ہر دو
صورت میں ایشور کی ایشورتائی میں نقص لازم آتا ہے۔ یعنی "غیر فانی" الفاظ کا علم ایشور
کو ضروری ہے۔ مگر موضوع الفاظ کا علم حصولی یا اکتسابی ہے۔ اس سے ایک توصیف
علم کا غیر ذات واجب تعالیٰ ہونا لازم آجیگا دوسرے قبل از حصول علم قبل اس ذات
پاک کا ماننا پڑیگا۔ اور یہ دونوں محال ہیں۔ ہم ظاہر ہے کہ ہر قسم کے الفاظ کا خواہ
وہ موضوع ہوں خواہ غیر موضوع بھٹے ہوں یا بُرے اور ان کے معنی اور ان کے باہمی ربط

کہتے جبکہ وہ خود اسی مقولے کو اپنی اپنی مقدس کتابوں پر عائد کرتے ہیں باگڑا بیوں کے نزدیک ان کا دعوے غلط ہے اور ان کے نزدیک آبیوں کا دعوے غلط تو پھر کسی کو ضیات درہی سب مساوی ہوئے۔ اگر مساوی نہیں تو ان کا ایک دوسرے کے مقابل میں دعوے ثبوت طلب ہوا۔ پس ایسا کہنے سے دیدل کی ازلیت ثابت نہیں ہوتی۔

(۱۴) بعد از صلح ۲۴ پر پیکر دیداد عیانے ۴۴ منتظر ۸ کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں صراحت ہے کہ وہ خود اپنی قدرت سے قائم یعنی قائم بالذات ہے (یعنی ایشور پر ماتما)۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "پر ماتما ہر کلمہ کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم اور ابدی مخلوقات کے لئے دیدوں کے صحیح اور صاف الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں ایشور کے لئے لفظ "قدیم" آیا ہے اور اس کی مزید تشریح لفظ "قائم بالذات" سے کی ہے۔ اور مخلوقات کے لئے بھی "قدیم اور ابدی" کے الفاظ آئے ہیں۔ ان کی تشریح بھی "قائم بالذات" کے لفظ سے ہوئی۔ کیونکہ جو قدیم ہے وہ ازلی ہے اور جو ازلی ہے وہ ابدی ہے۔ اور جو ابدی ہے وہ "قائم بالذات" سے ہے اور جو قائم بالذات ہے وہ محتاج بالغیر نہیں۔ اسی طرح دیدوں کی نسبت بھی آیا ہے کہ وہ ازلی و ابدی ہیں۔ اس لئے وہ بھی قائم بالذات ہو کر محتاج بالغیر نہ ہوئے۔ کیونکہ جو چیز خود بخود ہے وہ محتاج بالغیر نہیں۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قائم بالذات بھی ہوتی ہے (کلیات منشی لیکچر ام مطبوعہ مفید عام سال ۱۹۳۳ء صفحہ ۸۱ کاظم ۱) پس ظہر من الشمس ہے کہ ایشور وید اور مخلوقات تینوں "اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کے محتاج نہیں۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قائم بالذات ہیں۔" تینوں میں سے ہر ایک دوسرے کا محتاج نہیں۔ پس یہ کہنا کہ ایشور اپنی قدیم اور ابدی مخلوقات کے لئے دیدوں کے صحیح اور صاف الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے کیسا

بے معنی ہے ؟ اور ”قدیم اور ابدی چیزوں کو“ مخلوقات ”کہتا اس سے بھی کس
 قدر زیادہ بے معنی ہے ۔ اور ”قدیم اور ابدی مخلوقات کا خدا کا اور اس کے
 علم کا جوہر ویدوں کے صحیح اور صاف الہام سے ظاہر کرتا ہے“ محتاج ہونا اور
 ”علم“ سے بے بہرہ ہونا واضح کرتا ہے ۔ یہ کہنا کہ ویدوں کا الہام ”صحیح اور
 صاف“ ہے ہمارے مضمون سے خارج ہے اس لئے یہاں اس پر بحث
 نہیں کریں گے ۔ وہ علیحدہ ٹریکٹ کا مضمون ہوگا ۔ پس جب یہ تینوں اپنے نام و صفت
 فعل و فطرت میں قائم بالذات یعنی ازلی اور ابدی ہیں تو ایک کا فاعل اور دوسرے
 کا مفعول اور تیسرے کا کسی کے فعل کا ذریعہ ہونا کیسا ناقابل پذیرائی امر تھا ۔ پس
 مذکورہ بالا اقوال کی بنا پر ویدوں کی ازلیت کا دعویٰ کرنا درست استدلال نہیں ۔
 (۴۴) بعد مکہ کے صفحہ ۲۵ پر جو ”ویدوں کے غیر فانی ہونے کا ثبوت دلائل سے“ دیا
 ہے اس میں لفظ ”وید“ یا ”ویدوں“ بے معنی علم آیا ہے جو بلا امتیاز دینی و دنیوی علم کے اور
 بلا امتیاز قوم یا ملک و مذہب کے ہر شخص کو دیا گیا ہے ۔ کسی قسم کا امتیاز یا تخصیص نہیں ۔
 یعنی عقل و دانائی اور اخلاقی احساس وغیرہ جو ہر زمان و مکان اور حالت کے لوگوں
 کو خدا کے شروع ہی سے دیا ہے جس کے ذریعے دُنیا کے کاروبار چلتے ہیں نہ کہ
 چار وید یعنی منتر شگستا میں جو رشیوں نے لکھیں جو سنسکرت زبان میں ہیں جو
 اب مُردہ زبان ہے اور خود وید بھی مُردہ ہیں (دیکھو اکبر مسیح صاحب مرحوم کی ”زندہ
 جاوید بائبل یا وید“) ۔ کیونکہ لکھا ہے کہ ”اگر وہ الہام نہ کرتا تو کسی انسان میں بھی علم کا
 نشان پایا نہ جاتا“ ۔ ظاہر ہے کہ یہاں سنسکرت جاننے والوں کی تخصیص نہیں بلکہ انسان
 کی عمومیت ہے ۔ اور جبکہ سنسکرت کسی ملک کی زبان نہیں ”رستیا رتھ پرکاش“ صفحہ ۳۷
 تو ہمارے استدلال کی اور زیادہ پُستی ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا اقتباس میں لفظ ”وید“
 یا ”ویدوں“ سے سنسکرت زبان کے مشہور و معروف منتروں کی ”شگستا میں“ یا ”مجو

مقصود نہیں۔ بلکہ وہ علم مراد ہے جو ہر انسان کے دل میں خدا تعالیٰ نے پیدا کیا
 ہی سے ودیعت کر دیا ہے جو بغیر لکھے پڑھے قانون قدرت کے مطالعہ یا مشاہدہ یا
 ذاتی تجربات کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور جس سے تمام دینی و دنیاوی کاروبار
 چلتے ہیں۔ (یہاں دینی سے مراد ہماری کسی خاص دین سے نہیں بلکہ جو فطرت سے
 انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ ابتداء ہی میں ایثار پر مامول سائے
 آدمیوں کو علم عام عطا کیا۔ کیونکہ اگر دنیا کے شروع میں ایثار کا آپدیش (الہام)
 اور ہدایت و تعلیم نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی علم کا انو بھو نہ ہوتا پھر (انو بھو کے بغیر)
 اُس کا اثر یا خیال (سنسکار) بھی نہ ہوتا۔ اور اثر یا خیال کے بغیر یا کہاں سے
 رہتا اور یاد کے بغیر کسی کو ذرا بھی علم نہیں ہو سکتا (بھو کا منقو ۳۵)۔ اور
 الہام کیا ہے؟ گویا (علم یا باطن) میں پریرتا (الہام یا تحریک) ہے (بھو کا منقو)
 اور یہ "الہام یا تحریک" ہر شخص کے "باطن" میں ہوتی ہے۔ جو طبعی علم ہے جو فطرت
 سے انسان کو حاصل ہے۔ خدا نے براہ راست ہر ایک کو دیا ہے نہ کہ منتر سنگھٹاؤں
 کے وسیلہ سے نہ کسی مذہبی کتاب کے وسیلہ سے۔ اُس سے انسان کے اندر
 انو بھو یعنی ادراک اور احساس پیدا ہوتا ہے۔ انو بھو سے سنسکار یعنی اثر یا
 خیال ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ سنسکار حافظہ میں برابر جمع ہوتے رہتے ہیں۔ یہی
 دیا سہرتی ہے۔ یعنی سنسکاروں کی سہرتی ہی علم معنی وید ہے۔ نہ کہ سنسکرت
 زبان کی منتر سنگھٹائیں۔ پس اس طرح بھی "ویدوں کے غیر فانی ہونے کا
 ثبوت دلائل سے نہیں ملتا۔

پھر دوسری جگہ پنڈت جی مہاراج لکھتے ہیں کہ "ایثار نے اپنے علم یعنی وید کے
 پریش (الہام) سے اس (دوسرے) مقصد کو (دوسروں کے لئے علم)
 رکھا۔ پریشور بڑا رحیم ہے۔ جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ نظر عنایت رکھتا

ہے اسی طرح ایشور نے بھی اپنی عنایت بیخاست سے کل انسانوں کے لئے
 ویدوں کا الہام دیا ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا۔ اور
 انسان دھرم۔ ارتقا (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کے حصول سے محروم
 رہ کر پرمانند (راحت اعلیٰ) نہ پاسکتا۔ جب ایشور نے اپنی رحمت سے مخلوقات کے
 شکم کے لئے کندمول پھل گھاس وغیرہ پیدا کئے ہیں تو پھر وہ تمام شکموں کے
 مخزن کل علوم کے چٹے یعنی وید کا کس طرح الہام نہ کرتا؟ (بھومکا صفحہ ۹) یہاں لفظ
 ویدہ مخالط دینے والا لفظ ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کا تصرف ہے۔
 اور اصل لفظ چٹے کی تشریح ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ "یعنی وید" اصل
 سنسکرت میں نہیں ہے۔ مترجم کا الحاق ہے۔ اگر صورت حال یہی ہے تو مطلب
 زیادہ صاف ہے۔ اس سارے اقتباس میں چار ویدوں کی تخصیص نظر نہیں
 آتی۔ کیونکہ جس "علم" اور کل علوم کے چٹے کا یہاں ذکر ہے وہ پریشور کی عنایت
 بیخاست کا نتیجہ ہے۔ جبکہ چاروں وید چار رشیوں کے پہلے پونوں کی وجہ سے
 ان کے دل میں الہام یا انکشاف کیا گیا تھا (بھومکا صفحہ ۱۱ استیارتھ پرکاش صفحہ ۵۳)
 پھر اس کی عدم موجودگی میں ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا۔ علم کے مقابلہ میں
 "جہالت" ہے۔ وہ علم "کندمول پھل گھاس وغیرہ کی طرح عالمگیری اور کثرت
 سے ہر زمان و مکان میں ہر فرد و خیر کو میسر ہے۔ پریشور نے کسی سے بخل نہیں کیا
 نہ وہ اس امر میں کسی کا طرفدار ہے۔ اس سے "انسان دھرم ارتقا (دولت) کام
 (مراد) موکش (نجات) حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی حاصل کر رہے ہیں۔
 لیکن سنسکرت زبان کے چار وید ایسے نہیں۔ ان کو تو کوئی جانتا بھی نہیں۔ پڑھو اور
 سمجھو بھی نہیں سکتا۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ آسٹریلیا میں جو لوگ آج آرام
 اور خوشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور جن کا علم و عقل آج اس قدر بڑھا ہوا ہے جس

سے کہ نیا نا واقعہ ہمیں کس قدر لوگ ان چاروں ویدوں سے واقف اور اُن پر عمل کرتے دلتے ہیں یہ ہمارے آریہ بھائیوں میں کس قدر لوگ ہیں جو ویدوں کو نہیں جانتے۔ مگر عالم فاضل اور آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ باوجود ویدوں کی عدم موجودگی اور غیر مروج ہونے کے "جہالت کا سلسلہ" قائم نہیں۔ کیا چاروں وید "گند مول پھل گھاس وغیرہ کی طرح عالمگیر اور کثرت سے موجود اور مروج اور مستقل ہیں یہ ذرا دیکھو۔ اور پہلے تعصب نگاہوں سے دیکھو کہ بغیر ویدوں کے دنیا کیسی علوم سے پُر اور ہر قسم کی آسائشوں سے مبرور ہے۔ پس وہ گویاں جو کل علوم کا چشمہ ہے وہ علم ہے جو ایشور نے کل انسانوں کو ہمیشہ سے دیا ہے اور جس کی اس کے باطن میں تحریک کی ہے کہ وید میں۔ پس اس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی نہیں۔

(۵) ایشور پر ماتا کی بابت پٹت دیانند جی کے ترجمہ کے مطابق یجور وید ادھیائے ۴۰۔ منتر ۴ (بھومکا صفحہ ۲۴) میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ "نہ اُس کی کوئی علت فاعلی (نمت کارن) نہ علت مادی (اُپادان کارن) اور نہ علت غیر (سادھارن کارن) ہے۔ وہ سب کا پیدا کرنے والا (پتا) ہے۔ اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قائم یعنی قائم بالذات ہے۔ یہ ازلیت کا شئی یا معیار ہے۔ کیا ویدوں کی بابت ایسا کہا جاسکتا ہے کہ نہ اُن کی کوئی علت فاعلی (نمت کارن) نہ علت مادی (اُپادان کارن) اور نہ علت غیر (سادھارن کارن) ہے۔ وہ سب کا پیدا کرنے والا (پتا) ہے۔ اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ خود اپنی قدرت سے قائم یعنی قائم بالذات ہے اور اگر ایسا نہیں کہا جاسکتا تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُس کی کوئی علت فاعلی (نمت کارن) ہے؟ کیا ان دونوں مقولوں سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر نہ یہ کہا جاسکتا ہے اور نہ وہ دونوں

سے انکار ہوا جو ارتقا کے متعلق ہوگا۔ اگر وہ دونوں مقولوں کا دید وں پر ان واصل
 میں سادق آگاہا جائے تو یہ اجتماع ضعیف ہوگا۔ اگر پہلے قول کا اقرار اور دوسرے
 کا انکار کیا جائے تو ایشور اور ویدوں میں ایشور ہوئے جو اپنی ذات قیام فعل اور
 فطرت میں کامل اور یکساں ہیں۔ جو نیز محال ہے۔ اور اگر پہلے قول کا انکار اور
 دوسرے کے قول کا اقرار کیا جائے تو فیر حادث ہوئے۔ ازلی نہ ہوئے۔ لہذا
 دید وں کی ازلیت کا خیال باطل ہے۔ اور پتہ ت جی کا یہ کہنا بھی جو انہوں نے اس
 منتر کے آخر میں فرمایا ہے درست نہیں ہے۔ یعنی اس لئے دید وں کو بھی فانی نہ کہنا
 چاہئے کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۲۴) جس کے غالباً یہ
 معنی ہیں کہ چونکہ وید ایشور کا علم ہے اور اس کا علم ہمیشہ بنا رہتا ہے اس لئے
 وید غیر فانی ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ بالا منتر سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔
 پھر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا دید وں ہی کا علم پریشور میں ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے اور
 ان کے ماسوائے کا علم پریشور میں ہمیشہ بنا نہیں رہتا بلکہ کسی وقت اس میں سے
 نائل بھی ہو جاتا ہے؟ اگر اس کا جواب مثبت ہے تو اول یہ لازم آئیگا کہ اس کا علم
 دید وں کے علم کے سوائے سب خصوصیتیں نہیں حصولی ہے۔ دوم کہ اس کا علم
 متغیر ہوتا رہتا ہے۔ اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے۔ مگر ایشور کی نسبت ایسا نہیں
 کہا جاسکتا۔ اس صورت میں دید وں کے علم میں اور اشیاء ماعدل کے علم میں جو ایشور
 رکھتا ہے برابری ہوئی برحری نہ ہوئی اور اس سے دید وں کی ازلیت ثابت نہ ہوئی۔
 ۱۱) وید کیا ہے؟ اس سوال کا جواب پتہ ت جی یہ دیتے ہیں جن کے ذریعے
 گیان ہوتا ہے یا جن میں صحیح علم موجود ہے جن کے ذریعے سے عالم ہوتے ہیں یا
 جن سے (گیان یا سکھ) حاصل کرتے ہیں یا حاصل ہوتا ہے جن میں یا جن کے
 ذریعے سے تمام سچے علوم کو سوچتے یا بچارتے ہیں اسے وید کہتے ہیں (بھو کا صفحہ ۱۱)

المختصر علم کی تحصیل اور غور و تحقیق کے جو ذرائع ہیں ان کو قید کرتے ہیں۔ یہاں نہ تو سنسکرت
 مشاہدات اور سنگتوں کے مراد ہے نہ کسی اور کتاب کی تخصیص ہے۔ کتابیں اور
 مشاہدات اور تجربات وغیرہ ذرائع میں جن سے ذہن میں کوئی بات آتی ہے اور
 عقل اور امتیاز سے سوچتے بچارتے ہیں۔ قوتِ تمیز فیصلہ کرتی ہے۔ تمام فیصلہ جات
 حافظہ میں جمع ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے عالم بن جاتے ہیں۔ علم تاریخ۔ یا فنی
 فلسفہ۔ منطقی۔ صرف و نحو۔ علم میت۔ علم طبیعیات۔ علم زبان یا دوسری عبارت
 میں سکشا۔ کلپ۔ دیاکرن۔ درکت۔ چھندر۔ جیوتش۔ آیوروید۔ دھرتیروید۔ گاندھروید
 ارتھروید۔ نیائے۔ ویشیشک۔ یوگ۔ سانکھ۔ پورو میمانسا۔ اتر میمانسا وغیرہ
 وغیرہ سنسکرت زبان میں وہ ذرائع ہیں جن میں علم موجود ہے۔ ان کے پڑھنے اور
 سیکھنے کے ذریعہ سے عالم ہوتے ہیں۔ ان کے وسیلہ سے گیان یا سکھ حاصل کرتے
 یا حاصل ہوتا ہے۔ انہی کے ذریعہ سے پچے علوم کو سوچتے یا بچارتے ہیں۔ اور
 اگرچہ پوچھو تو چاروں سنگتوں کا علم بھی ان ہی علوم کے جاننے پر منحصر ہے۔
 مذکورہ بالا کتابوں میں سے بعض کے ساتھ جو لفظ "وید" لگا ہوا ہے قابلِ غور ہے۔
 اس سے اس لفظ کی تعلیم ہوتی ہے تخصیص جاتی رہتی ہے پس "ویدوں" کا مرتبہ
 ان علوم کی کتابوں سے کچھ بڑھکر نہیں ہے چنانچہ پنڈت دیانند جی بھی فرماتے ہیں۔
 ان علوم کا ذکر کر کے کہہ یہ یقین جانا چاہیے کہ ان کے پڑھنے سے علم کامل ہو جاتا
 ہے اور تمام باطنی اور خارجی علم اور عمل کا انکشاف ہو کر انسان مہاودوان (عالمِ
 فاضل) بن جاتا ہے (بھو مکا صفحہ ۲۷۱) لہذا چاروں ویدان علوم سے خارج ہوئے۔
 یا اگر وہ بھی ان میں شامل ہیں تو مساوات ہوئی۔ اور ان کی مثل ادلی نہ ہوئے۔ مشہور
 معروف ویدوں کے پڑھنے سے آدمی "مہاودوان" نہیں بن سکتا۔ تمام باطنی اور
 خارجی علم اور عمل کا انکشاف نہیں ہوتا۔ نہ ہی علم کامل ہوتا ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ

شاہیں۔ ہندوستان کے سنسکرت دانوں یا وید قانونوں کا انگریزی (یعنی یورپ اور امریکی) علوم کے ہندوستانی عالم فاضلوں کے ساتھ اور یورپ اور امریکہ کے عالم فاضلوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ خود پنڈت جی موصوف کے بیان سے نتیجہ نکلتا ہے کہ "وید" سنسکرت متروں کی چار سنگتوں ہی کا نام نہیں بلکہ ان علوم کی کتابوں یا دیگر ذرایعہ کا نام ہے جن کے ذریعہ سے عالم ہوتے ہیں۔ خواہ وہ ذرائع سنسکرت میں ہوں خواہ انگریزی میں یا جرمن یا فرانسیسی زبان میں ہوں کوئی خصوصیت نہیں۔ پس وہ ازلی تو درکنار حادث ہو کر دیگر کتب کی مثل تمام سچے علوم کو سوچنے یا بچا رہنے اور "عالم" بن جانے کے ذرائع بھی ثابت نہیں ہوتے۔ چاروں سنگتوں کا آج مردہ حالت میں ہونا ان کے فانی اور بے مصرف ہونے کی دلیل ہے۔

(۷) بلاشبہ آریہ سماج کی جانب سے دعوے کیا جاتا ہے کہ وید ازلی ہیں مگر خود ویدوں میں ان کے ازلی ہونے کا دعویٰ پایا نہیں جاتا۔ پنڈت دیات جی کی کتاب ستیا رتھ پرکاش اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکامیں جہاں جہاں ویدوں کے ازلی ہونے کا ذکر آیا ہے وہاں دیگر کتب کے حوالے اور عقلی دلائل تو دیئے ہیں جن کا قلع قمع ہم قبل کریں کر چکے ہیں۔ مگر ویدوں میں سے کوئی ایسا منتر پیش نہیں کیا گیا جس سے بالبدلت یا بالکنایت اس عقیدہ اور دعوے کی پشتی ہو سکتی ہو۔ تعجب اس پر ہے کہ پنڈت دیانند جی جیسا بدوان رشی منی اور ویدوں کا عالم فاضل یکتا اور یگانہ روزگار ہو کر بھی (جیسا کہ ہمارے آریہ سماجی بھائی ان کو مانتے ہیں) ایک بھی حوالہ ویدوں سے ان کی ازلیت کے بارے میں انہوں نے ایک بھی وید منتر پیش نہیں کیا۔ یہ امر دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو پنڈت جی ویدوں سے واقف نہ تھے اور نہ ہی عالم فاضل۔ یا ویدوں میں اس تعلیم کا کچھ ذکر نہیں۔ شق اول تو قابل پذیرائی نہیں۔ کیونکہ پنڈت جی بڑے

عالم اور ہوشیار تھے۔ سنکرت پٹنوں سے خوب واقف تھے۔ سنکرت معلومات وسیع تھے۔ ہاں البتہ شق دوم قابل تسلیم ہے۔ وجہ یہ کہ چاروں منتر سنتھاؤں میں یہ تعلیم پائی نہیں جاتی۔ اگر پائی جاتی تو پشت جی اُس کا حوالہ بھی ضرور دیتے۔ لہذا ویدوں کے اذلی ہونے کی تعلیم اور جو دلائل اور مصنفوں کی رائیں اس امر میں درج کی گئی ہیں وہ دیرک نہیں ہیں۔ اور پرکھنے پر وہ کمزوری نکلیں۔ ایسے امور میں یہ کلیہ قاعدہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ جو بات وید منتروں سے ثابت نہ ہو بلکہ کسی اور طریق سے اُس پر مستدل کیا جائے وہ دیرک نہیں۔ براہمنوں یا اپنشدوں یا کسی اور کتاب میں ہو تو یہ اور بات ہے۔ اور ایسی ہر ایک تعلیم مستند نہ ہوگی۔ کیونکہ پٹت جی منتر سنتھاؤں کے بارے میں اپنا نظریہ (عقیدہ) یوں رکھتے ہیں۔ "وہ بذات خود مستند ہیں۔ جن کے مستند ٹھہرنے کے لئے احتیاج کسی دوسری کتاب کی نہیں" (ستیاتھ پرکاش ٹیٹل) پس جب منتر سنتھاؤں کے سوائے کوئی اور کتاب "بذات خود مستند" نہیں تو وہ امر بھی مستند نہیں ٹھہر سکتا جو دیگر کتب سے تو ثابت ہو مگر ویدوں سے ثابت نہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ اذروئے وید وید اذلی نہیں پس وہ حادث ہوئے۔

بالمقابل اس کے انجیل شریف ابھی انجیل کہلاتی ہے اور خود انجیل یا نئے عہد نامے میں اس کا ذکر آیا ہے جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کے لفظ ہی انجیل تھی" (مکاشفہ ۱۳-۱۶)۔ یہی دعویٰ تو ریت شریف کے بارے میں آیا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تو ریت سے ہرگز نہ ملیگا" (متی ۵-۱۸)۔ بلکہ ان میں کمی بیشی کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی۔ اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ان کو بدل ڈالے۔ اگرچہ بہتوں نے اس امر کے لئے سعی کوشش کی۔ (انتشنا ۳-۲۲، مکاشفہ ۲۲-۱۸ و ۱۹)۔

(۸) خود ویدوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وید اذلی نہیں بلکہ ان رشیوں کے بنائے

ہوئے ہیں جن کے نام مشنروں کے اوپر لکھے ہوئے ہیں۔ اس دفعہ ہم دہاس کی کرپن
 لکچر سوسائٹی کی کتاب "این اکاؤنٹ آف دی ویداز" کے صفحہ ۱۲ میں سے اختصاراً
 اقتباس کریں گے۔

(۱) کنواں تمہارے لئے ایک نصاب بناتے ہیں۔ اُن کی منت کو اچھی طرح سے سنو۔
 رگ وید ۱: ۴۷-۲۔

(۲) "اس طرح سے اے اندرا گھوڑوں کو جوتے والے۔ گوتھاؤں کے تیرے لئے
 طاقتوری سے گیت بناتے ہیں۔" رگ وید ۱۱: ۶۱-۶۱۔

(۳) "اے آشوہن! اگر تمہارا اس لئے تمہارے لئے بڑا لی گونے والی دُعاؤں۔
 (۴) گیت بنایا ہے۔" رگ وید ۲: ۳۹-۸۔

(۵) "ادھر کے لئے دریاؤں کے گیت سے ایک پسندیدہ اور نیک گیت کہا گیا ہے۔
 رگ وید ۱۱: ۵۳-۶۔

گوتم کی اولاد نور دھاؤں کے لئے (تیرے) لئے اے ایلدرا یہ نیا گیت آراستہ
 کیا ہے۔" رگ وید ۱۱: ۶۲-۱۳۔

(۶) "اس (راندھ) کے لئے میں گیت سمجھتا ہوں جیسے کہ برہمنی رتھ۔" رگ وید ۱۱: ۶۳-۴۔
 دیروں میں بجاوے اس کے کہ بتایا جائے کہ متری گیت ازلی یا قدیم ہیں یہ دکھایا

گیا ہے کہ بہت سے گیت نئے ہیں اور بہت سے پُرانے زمانہ کے ہیں۔ رشیوں کا یہ خیال
 تھا کہ اگر زیادہ پرانی گیتاؤں کی بجائے نئی نئی اور شاید زیادہ اعلیٰ درجہ کے

خوبصورت بنے ہوئے گیت گائے جائیں تو دنیا بہت ہی خوش اور مسرور ہوتے ہیں۔
 ڈاکٹر بیٹو صاحب نے اس قسم کے ۵۲ گیت اقتباس کئے ہیں۔ اُن میں سے چند ایک

یہاں درج کئے جاتے ہیں۔
 (۱) ہمارے بہت ہی نئے گیت سے تعریف کئے جا کر ہمارے لئے دولت اور

خوناک بمواد کے لائے رگ وید ۱۲: ۱۱۔

(ب) اے بھگنتر! ہم قدیم گیت سے مناجات کرتے ہیں اور غیر۔ رگ وید ۱۹: ۳۔
(ج) وہ (اند) جو مدح سرائی کرنے والے رشیوں کے قدیم اور جدید گیتوں سے
بڑھا۔ رگ وید ۲۴: ۶۔ ۱۳۔

(د) دوستو! دودھ گائے کو ایک نئے گیت سے یہاں ہکا لاف۔ رگ وید ۸۱: ۳۔ ۱۱۔
(ه) اے سوم! ہمارے بہت ہی نئے اور جدید ترین گیت کے لئے رستے تیار کر۔
اور جیسا کہ قدیم کے۔ روشنیوں کو چمکا۔ رگ وید ۹: ۹۔ ۸۔

جب کسی عدالت میں کوئی دستاویز پیش کی جاتی اور اس کی بابت یہ کہا جاتا ہے
برسین گذر گئیں جبکہ یہ رکھی گئی تھی تو اس بار کی محنت دریافت کرنے کا یہ قاعدہ ہوتا ہے
کہ خود اس دستاویز پر غور کیا جاتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ اس میں وارن ہیشنگر
یا حیدر علی کے نام پائے جاتے ہیں تو ان ناموں سے فوراً پہچان لیا جائیگا کہ وہ کاغذ
گذشتہ صدی سے پہلے کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ اگر کہا جاتے کہ ان ناموں
سے یہ نہیں بلکہ وہ اشخاص مراد ہیں جن کے یہی نام تھے اور وہ اس دستاویز کے لکھے
جانے سے پیشتر موجود تھے اور ہیشنگر کی طرح ان کا نام اس میں وارد ہوا ہے تو نتیجہ
یہ ہوگا ایک جھوٹ سے دوسرے جھوٹ کی پشتی کی جاتی ہے۔ پس اگر وید انلی میں تو ان
بہت سے آدمیوں کے کام اس میں کیوں درج ہیں جو نہشتہ ویدوں سے بہت بعد کے
زمانہ میں موجود تھے۔

نور گو وید سے بہت سے ایسے معلومات حاصل ہوتے ہیں جن سے وہ حالات دریافت
ہو سکتے ہیں جن سے ان کی اصل کا پتہ لگ جاتا ہے اور وہ طریق معلوم ہو جاتا ہے جس سے
وہ بلائے گئے تھے۔ نہایت ہی صفائی سے ان مقامات کا پتہ دیتے ہیں جہاں وہ
تصنیف ہوئے تھے۔ ان دن ایک بڑا مباحثہ ہے۔ دیانے لنگا کی صورت مدعہ کیا گیا ہے۔

سرسوئی مشرقی حد قحی۔

”منعروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آریائی قبیلے اُس وقت اپنے ارد گرد کے دشمنوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے (اُن میں سے بعض غالباً اپنی نسل اور بولی میں اجنبی تھے)۔ جیسا کہ ہم نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ اور وہ مشرق اور جنوب کی سمت بڑھتے جا رہے تھے۔ اُن میں خاص خاص قسم کی بہت سی دُعا میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یعنی حفاظت اور فتح کی دُعا میں جن کو وہ لوگ جوائیہ حولات سے محصور تھے طبعاً اُن دیوتاؤں سے مانگا کرتے تھے جن کو وہ پوجتے تھے اور بہت سی ایسی دُعا میں بھی ملتی ہیں جو لوگ عموماً متفرق برکات کے لئے کیا کرتے ہیں جن سے انسانی بہبودی متصور ہوتی ہے (میور صاحب کی سکرٹ ٹیکسٹ جلد ۸ صفحات ۲۱۷ و ۲۱۸)۔“

یعنی ایک اور اسی قسم کے دیگر بہت سے اُمور خود دیوتاؤں میں بکثرت موجود ہیں جن سے دیوتاؤں کا نسل ہونا نہیں بلکہ ایک خاص اور بہت جدید زمانہ میں تصنیف اور تالیف ہونا واضح ہوتا ہے۔ یون کی اس مختصر میں گنجائش نہیں معزہ شریک کے لئے دیکھو اسی سلسلہ میں ٹریکٹ ”کیا ہیرا“ الہامی میں ہے کہ جس سے ظاہر ہوا دیکھا کہ وہ نہ صرف ادنیٰ ہی نہیں بلکہ یہ کہ وہ الہامی بھی نہیں۔ نیز دیکھو دیوتاؤں پر پندت دیانند جی کا فیصلہ۔“

اس بحث کو ختم کرتے سے پیشتر یہ امر غور طلب ہے کہ پھر کوئی شے ادنیٰ ہے اور کوئی کلام ادنیٰ ہے جس پر ایمان لاکر انسان حیات ابدی کو حاصل کرے۔ ”ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اُس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی بغیر اُس کے پیدا نہیں ہوئی۔ اُس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا۔ وہ کلام مجسم ہوا حقیقی دیدارِ ازل و ابدی یہی ہے اور یہی حیات ابدی کا سرچشمہ اور وسیلہ ہے۔“

پادری کیول سنگھ مرحوم کی دیگر تصانیف

عالمگیر مذہب - ص ۱۳۸ - قیمت ۶/-

یہ کتاب خواجہ کمال الدین احمدی کی تصنیف "ینابیع المسیحیت" کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اور نہایت پُر زور دلائل اور تحقیقی عیق سے ثابت کیا ہے۔ کہ مسیحیت ہی وہ واحد - قدیم اور عالمگیر مذہب ہے جو خدائے عظیم و برتر نے ابتدا ہی میں ہر قوم اور ہر انسان کو بھجوا دیا تھا۔

انادی اشیاء - ص ۳۲ - قیمت ۲/-

کیا خدا - روح اور مادہ ازلی ہیں؟ عقلی اور نقلی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ بجز ذاتِ خداوندی دیگر ہر شے کو فنا ہی فنا ہے۔ نہایت مفید اور منطقیانہ رسالہ ہے۔ آریہ حلقوں میں کام کرنے والے اس کو ضرور پڑھیں۔

کیا وید الہامی ہیں؟ - ص ۲۲ - قیمت ۲/-

اس کتاب میں پادری صاحب نے اپنے ممتاز اور مخصوص انداز میں ویدوں کے الہامی نہ ہونے پر نہایت قاطع دلائل اور ثبوت ہم پہنچائے ہیں مسیحی منادوں کے لئے بڑی مفید کتاب ہے۔

معذرت نامہ سقراط - ص ۹۶ - قیمت ۱۰/-

یہ کتاب اصل یونانی زبان سے مع انٹرڈکشن اور نوٹس ترجمہ کی گئی ہے۔ اُردو خواں اصحاب کہ جنہیں انگریزی پر عبور حاصل نہیں